قسط نمبر (۹) رشحاتِ قلم: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

حرمین الشریفین میں میری پہلی حاضری

پینتالیس سال قبل سفر حج کے احوال و مشاہدات لکھی گئی ڈائری کے اوراق

مدینہ اور صاحب مدینہ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' سے اولیاء امت کی والہانہ وابستگی

پینتالیس سال قبل میری پہلی حرمین الشریفین حاضری کے سلسلہ میں مارچ کے شمارہ میں حرمین الشریفین سے میرے بھیجے ہوئے خطوط اور جواب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ کے والا نامے شائع ہوئے ہیں جس سے قیام حرمین کے حالات پر اجمالی روشنی پڑتی ہے۔ قارئین نے اسے بے حد پسند کیا' سفر کے دوران ایک چھوٹی سی جیبی ڈائری میں ضروری حالات روزنامچہ کی شکل میں نوٹ کرتا رہا مگر وہ ڈائری تلاش کے باوجود نہیں مل رہی تھی' مارچ کے شمارہ میں سفر حج کی مراسلاتی رپورٹ پڑھ کر کسی اللہ کے بندہ کی دعا قبول ہوئی اور گمشدہ ڈائری کاغذوں کے انبار سے مل گئی اور آج الحمدللہ اس ڈائری کے نوٹس نذر قارئین کئے جارہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس وقت ۲۴۔۲۵ سال کے عمر میں احساسات میں نہ وہ پختگی تھی نہ تاثرات میں گہرائی جبکہ تحریر کا بھی کوئی تجربہ نہیں تھا نہ اس کی اشاعت کا تصور تھا' ڈائری کے ایک ہی صفحہ پر یادداشت کو محدود کرنا پڑتا' پینتالیس سال کے بعد اب وہ نقشے بدل گئے اصاغر' اکابر اور اکابر اپنے وقت کے آئمہ رشد وہدایت بن گئے ہیں' وسائل انتہائی محدود اور سہولتیں عنقا تھیں مگر میں انہی نقوش اور مناظر کو تقریباً نصف صدی بعد اپنے قارئین کو دکھانا چاہتا ہوں اس لئے ڈائری میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حک واضافہ اور ترمیم کئے بغیر اصل شکل میں پیش ہے۔ کسی ضروری تشریح اور توضیح کو حاشیہ میں رکھا گیا ہے۔ اور اب قارئین کی خواہش اور اصرار پر ان میں مفید اضافے بھی کچھ کئے جارہے ہیں۔ [(مولانا) سمیع الحق]

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے والد ماجد:

بھکر پنجاب کے ایک جید عالم اور بزرگ شخصیت مولانا عبداللہ صاحب نے اکابر دیوبند کی بارگاہ رسالت سے وابستگی اور عقیدت کے کچھ روشن اور چمکتے دمکتے موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے جسے جاری موضوع کی مناسبت سے مولانا موصوف کے شکریہ کے ساتھ شامل کیا جارہا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ کے والد ماجد حضرت سید حبیب اللہؒ نہایت پاکباز بزرگ تھے' اس زمانہ کے مشہور بزرگ مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی' رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے' اپنے شیخ سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی' اور بارگاہ رسالت کا عشق رگ وریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ شیخ کا وصال ہوا تو آپ کو بے پناہ صدمہ

ہوا۔ ہر وقت بے چین رہتے' اپنے وطن ہندوستان سے دل اچاٹ ہو گیا اور ہجرت کرنے کے مدینہ طیبہ میں سکونت اختیا رکرنے کا ارادہ فرمالیا۔ حضرت مدنیؒ ۱۳۱۶ھ میں دارالعلوم دیوبند میں علوم دینیہ کی تکمیل کر کے فارغ ہوئے تو آپ کے والد حضرت سید حبیب اللہؒ نے ہجرت کی تیاری مکمل کر لی اور اپنے خاندان سمیت ترک وطن کر کے دیار حبیب میں جا آباد ہوئے۔ حضرت مدنیؒ نے آپ کا کچھ نعتیہ کلام بھی ''نقش حیات'' میں نقل کیا ہے جس کا ایک ایک لفظ عشق نبویؐ میں ڈوبا ہوا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

اے بہار باغ رضواں کوئے تو　　بلبل سدرہ اسیر ہوئے تو
سجدہ ریزاں آمدہ سویت حبیب　　اے ہزاراں کعبہ در ابروئے تو
اے رسول عربی آپ کی فرقت کے قتیل　　پل محشر سے سبک پار اتر جاتے ہیں
سر رہے یا نہ رہے پر رہے سودا سر میں　　عشق احمد کا خدایا یہی ہم چاہتے ہیں
اس حبیب دل خستہ پر نظر ہوجائے　　دردمندوں کی دوا آپ کئے جاتے ہیں

O

زن وفرزند میں خود بھی دل و جان بھی سبھی تجھ پر
تصدق یا نبی اللہ تو محبوب یگانہ ہے
بصارت تیز کرتی ہے حبیب اس کوچہ کی مٹی
دل و جان خانماں سب بیچ وہ سرمہ لگاتا ہے

O

شیخ الاسلام مولانا مدنی اور مدینہ طیبہ:

حضرت مدنیؒ نے اپنے استاد حضرت شیخ الہندؒ کے ارشاد کے مطابق مسجد نبوی اور پرُ انوار فضاؤں میں تدریس کا آغاز کیا۔ آپ کا حلقہ درس بہت جلدی مقبول ہو گیا اور ممالک اسلامیہ کے طلباء آپ کے پاس کھینچے کھنچے آنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کو شیخ الحرمین کے بلند خطاب سے یاد کیا جانے لگا۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ آپ نے ۱۸ برس حرم نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بیٹھ کر اور خود صاحب کتاب وسنت (جناب رسول اللہ ﷺ) کے پاس اور ان کے زیر نظر رہ کر درس کتاب وسنت دیا۔ جس سے مشرق ومغرب کے ہزار ہا عوام وخواص اور علماء وفضلاء مستفید ہوئے اور حجاز وشام' مصر وعراق اور ترک وتاتار وغیرہ تک آپ کے کمالات کا شہرہ پہنچ گیا۔ قیام مدینہ کی انتہا اس پر ہوئی کہ آپ حضرت شیخ الہند کی اسارت مالٹا کے موقع پر اپنے استاد کی معیت میں پانچ برس اسارت خانہ میں رہے' گویا حرم نبوی کے اشارہ پر حرم شیخ میں مکرر داخل ہوئے۔

تدریسی مشاغل کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت گنگوہیؒ کی ہدایات کے مطابق پوری مستعدی اور ہمت سے ذکر و شغل بھی جاری رکھا اور مدینہ کی مقدس وادیوں میں سلوک وطریقت کی مشکل ترین گھاٹیاں بھی عبور کرڈالیں۔ روزانہ بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام پیش کر کے وہیں مسجد شریف میں ہی ذکر الٰہی میں مشغول ہوجاتے۔ بدن میں غیراختیاری حرکت پیدا ہوجاتی تو اٹھ کر جنگل میں تشریف لے جاتے' کبھی مسجد الاجابہ کے قریب کھجوروں کے جھنڈ میں بیٹھ کر اللہ کے نام کی ضربیں لگاتے اور کبھی کسی دوسری وادی میں جا کر اوراد وظائف پورے کرتے' اللہ تعالیٰ کی یاد اور جناب رسول اللہ ﷺ کے عشق ومحبت کی برکت سے مبشرات اور رؤیا صالحہ کا سلسلہ شروع ہوا تو معاملہ یہاں تک پہنچا کہ بلاحجاب زیارت اور ''وعلیکم السلام یا ولدی'' کے مبارک جواب سے سرفراز ہوئے۔

ایک دن آپ اردو شعروں کی کتاب پڑھ رہے تھے کہ آپ کے سامنے یہ مصرعہ آیا۔

ع ہاں اے حبیب رخ سے ہٹادو نقاب کو' یہ آپ کو بہت بھلا معلوم ہوا۔ روضہ اطہر کے قریب پہنچ کر صلوٰۃ وسلام کے بعد نہایت بیقراری کے عالم میں یہ مصرعہ پڑھنا اور شوق دیدار میں رونا شروع کیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ کو ایسی بیداری میں نظر آیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سامنے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں' آپ کا چہرہ مبارک سامنے ہے' اور بہت چمک رہا ہے۔ (ملخصا نقش حیات جلد اول ص ۹۲)

مشہور عالم اور بزرگ مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی مرحوم نے بیان فرمایا کہ ایک بار زیارت بیت اللہ سے فراغت کے بعد دربار رسالت میں حاضری ہوئی تو مدینہ طیبہ کے دوران قیام مشائخ وقت سے یہ تذکرہ سنا کہ امسال روضہ اطہر سے عجیب کرامت کا ظہور ہوا ہے ایک ہندی نوجوان نے جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھا تو دربار رسالت سے ''وعلیکم السلام یا ولدی'' کے پیارے الفاظ سے اس کو جواب ملا۔ اس واقعہ کو سن کر قلب پر ایک خاص اثر ہوا' مزید خوشی کا سبب یہ بھی تھا کہ یہ سعادت ہندی نوجوان کو نصیب ہوئی تھی' دل تڑپ اٹھا اور اسی ہندی نوجوان کی جستجو شروع کی تا کہ اس محبوب بارگاہ رسالت کی زیارت سے مشرف ہوسکوں اور خود اس واقعہ کی بھی تصدیق کرلوں' تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ وہ ہندی نوجوان سید حبیب اللہ مہاجر مدنیؒ کا فرزند ارجمند ہے۔ گھر پہنچا ملاقات کی۔ تنہائی پا کر اپنی طلب وجستجو کا راز بتایا۔ ابتداءً خاموشی اختیار کی۔ لیکن اصرار کے بعد کہا کہ ''بیشک جو آپ نے سنا وہ صحیح ہے'' یہ نوجوان تھے مولانا حسین احمد مدنی (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص ۴۹)

آپ آخری بار ۱۳۷۴ھ میں جب زیارت بیت اللہ شریف وزیارت روضۃ النبی ﷺ کے لئے تشریف لے گئے تو محمدی جہاز میں آپ نے ایک تقریر فرمائی جس کا ایک ایک جملہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے عشق ومحبت سے لبریز ہے' اس تقریر میں دربار رسالت میں حاضری کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کا عشق لے کر جارہے ہو تو جس قدر ممکن ہو عجز وانکسار اختیار کرو۔ جملہ عاشقوں کے سردار آقائے نامدار ﷺ پر جس قدر ممکن ہو درود شریف

پڑھتے ہوئے تلاوت کر کے ہدیہ کیجئے۔اس راہ عشق کے سردار آنحضرت ﷺ ہیں اس لئے میرے نزدیک اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک پہلے مدینہ منورہ جانا افضل ہے:

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْ ا اَنْفُسَهُمْ جَآءُ وْكَ فَاسْتَغْفَرُ وا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ تمام امت کے لئے رحمت ہیں۔آپ کے پاس حاضری دے کر عرض کرو یا رسول اللہ ہم حاضر ہوئے ہیں ہمارے لئے ج کی قبولیت کی دعا فرمائیے۔شفاعت فرمائیے۔پھر جناب باری سبحانہ کے گھر کی طرف لوٹا جائے تا کہ آپ کے وسیلہ سے اللہ پاک حج کی اس عاشقانہ عبادت کو قبول فرمائے۔ (ارشادات ص ۱۰۲)

اپنے ایک مرید کے خط کے جواب میں لکھتے ہیں بارگاہ نبوت سے استفادہ کرنا سوء ادب کیوں ہوگا؟ بارگاہ میں حاضر ہوکر بعد ادائے صیغ صلوٰۃ وسلام مذکورہ درود شریف کی کثرت بصیغہ خطاب زیادہ مفید ہے۔اس کے علاوہ استفادہ کی عمدہ صورت یہ ہے کہ مراقبہ ذات الٰہیہ میں مشغول رہیں جو کچھ فیوض پہنچنے والے ہیں وہ پہونچیں گے اس کے قصد یا سوال کی ضرورت نہیں حاضری روضہ مبارک کے وقت میں آنحضرت علیہ السلام کی روح پُرفتوح کو وہاں جلوہ افروز سننے والی جاننے والی غایت جمال وجلال کے ساتھ تصور کرتے ہوئے شہنشاہ عالم کے دربار کی حاضری خیال کی جائے اور جملہ طرق ادب کا لحاظ رکھا جائے جو لوگ مقصر آداب وسنن ہوں ان کی تحقیر وتوہین کی طرف خیال نہ کیا جائے۔اور نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف بلاضرورت شدیدہ توجہ کی جائے فضول باتوں اور لوگوں کی مجالس میں بلاضرورت حاضری سے گریز کیا جائے اوقات کو درود شریف ذکر مراقبہ قرات قرآن نوافل سے معمور رکھا جائے۔(ارشادات ص ۸۵)

حضرت مدنیؒ جناب رسول اللہ ﷺ کے متعلق اپنے اکابر کے نظریات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرات اکابر کے اقوال عقائد کو ملاحظہ فرمائیے یہ جملہ حضرات ذات حضور پُرنور علیہ الصلوۃ والسلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ ومیزاب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کئے ہوئے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے ابد تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوتی ہیں اور ہوں گی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی ان سب میں آپ کی ذات پاک اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرض کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات عالم وعالمیاں ہے یہی معنی **لولاک لما خلقت الافلاک** اور **اول ما خلق اللہ نوری** اور **انا نبی الانبیاء** وغیرہ کے ہیں (الشہاب الثاقب ص ۴۷)

یہ جملہ حضرات ذات سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کو باوجود افضل الخلائق وخاتم النبیینؐ ماننے کے آپ کو جملہ کمالات کے لئے اہل عالم کے واسطے واسطہ مانتے ہیں یعنی جملہ کمالات خلائق علمی ہوں یا عملی نبوت ہو یا رسالت

صدیقیت ہو یا شہادت' سخاوت ہو یا شجاعت' علم ہو یا مروت' فتوت ہو یا وقار' وغیرہ وغیرہ سب کے ساتھ اولاً بالذات آپ کی ذات والاصفات جناب باری عزوشانہ کی جانب سے متصف کی گئی اور آپ کے ذریعہ سے جملہ کائنات کو فیض پہنچا (الشہاب الثاقب ص ۵۴)

ایک مرتبہ درس بخاری میں ارشاد فرمایا کہ ایک حاجی صاحب مدینہ منورہ پہونچے اور یہ کہہ دیا کہ مدینہ منورہ کا دہی کھٹا ہوتا ہے' رات کو جناب رسول اللہ ﷺ خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ جب مدینہ کا دہی کھٹا ہے تو آپ یہاں کیوں تشریف لائے' یہاں سے چلے جاؤ' یہ صاحب جب بیدار ہوئے تو بہت گھبرائے' لوگوں سے پوچھتے پھرتے تھے کہ اب کیا کروں' کسی صاحب نے فرمایا کہ حضرت حمزہؓ کے مزار پر جا کر دعا کرو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم فرمائے' چنانچہ یہ صاحب حضرت حمزہؓ کے مزار پر گئے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں' رات کو حضرت حمزہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا' مدینہ منورہ سے چلے جاؤ ورنہ ایمان کا خطرہ ہے' اسکے بعد حضرت مدنیؒ نے ارشاد فرمایا' مدینہ منورہ کی چیزوں میں ہرگز عیب نہ نکالنا چاہیے' بلکہ وہاں کی مصیبتوں کو خوشی سے برداشت کرنا چاہیے' مدینہ منورہ کے باشندوں کا احترام کرنا چاہیے اگر ان کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اسکو بھی خوشی برداشت کرنا چاہیے۔(انفاس قدسیہ ص ۲۵۹)

ختم بخاری شریف کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ اصلاح نفس کیلئے اشتغال بالحدیث سب سے اقرب ذریعہ ہے اور اس کے بعد فیوض الحرمین میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا مشاہدہ بیان فرمایا کہ شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے مزار مقدس (زادھا اللہ شرفا) پر حاضر ہو کر مشاہدہ کیا کہ جو لوگ اشتغال بالحدیث رکھنے والے ہیں۔ ان کے قلب اور آنحضرت ﷺ کے قلب مبارک تک نورانی دھاگوں کا سلسلہ جاری ہے (انفاس قدسیہ ۲۴۹)

حضرت رائے پوریؒ

شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ حج کو تشریف لے گئے تو مکہ شریف سے مدینہ طیبہ کو جاتے ہوئے آخری منزل پر بدو سے کہہ دیا کہ جب وہ جگہ آئے جہاں سے گنبد خضرا نظر آتا ہے تو فوراً بتادے' اس نے بتادیا' وہاں سے اتر کر پیدل چلتے رہے' رفقاء کو پہلے ہی تاکید فرمادی تھی کہ درود شریف کی کثرت رکھیں' خاموش رہیں اور بہت ادب و احترام کے ساتھ حاضری دیں ۔(سوانح حضرت رائے پوریؒ ص ۲۲۰)

آپ کبھی کبھی ذوق اور محبت سے نعتیہ کلام سنا کرتے تھے' کوئی پنجابی زبان کا شاعر بھی آجاتا تو حضور ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی تعریف میں کلام سنانے کا حکم ہوتا' بعض اشعار سے آپ پر گریہ طاری ہو جاتا اور دیر تک طبیعت پر اثر رہتا' حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی طرف منسوب قصیدہ اکثر پڑھوا کر سنا جس کا مطلع ہے۔(یہ قصیدہ نعتیہ دراصل نواب غازی الدین خان المتخلص بہ نظام کا ہے جو حضرت سلطان المشائخ ؒ سے غلط طور پر منسوب ہو چکا ہے۔)

صبا بسوئے مدینہ ردکن ازیں دعا گو سلام برخواں
بگرد شاہ مدینہ گردو بصد تفرع پیام برخواں
دلم زندہ شد از وصالِ محمدؐ
جہاں روشن است از جمالِ محمد

مرض وفات میں مدینہ طیبہ کا ذکر سن کر بے اختیار رقت طاری ہو جاتی اور بعض اوقات بلند آواز سے رونے لگتے' مولانا محمد صاحب انوری عمرہ کے لئے روانہ ہو رہے تھے' حضرت سے رخصت ہونے کے لئے آئے' مدینہ طیبہ کا ذکر ہوا تو حضرت دھاڑیں مار کر روئے' مولانا محمد صاحب فرماتے ہیں کہ ''میں نے کبھی حضرت اقدس کو اس سے بلند آواز سے روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا' بابو عبدالعزیز صاحب آئے تو ان سے فرمایا دیکھو یہ مدینہ جارہے ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت کی چیخیں نکل گئیں (سوانح حضرت رائے پوری'' ص ۲۲۱)

ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضور نبی کریم کا سینہ مبارک نور ومعرفت کا گنجینہ تھا' صحابہؓ نے آپ کی صحبت' محبت کے ساتھ کی' اس محبت کی خاصیت ظاہر ہوئی اور جتنی جتنی کسی کی محبت تھی اسی قدر حضورﷺ کے سینہ مبارک کی دولت اس محب کے سینہ میں آگئی پھر صحابہ کی صحبت تابعین نے اٹھائی اور تابعین کی تبع تابعین نے' اسی طرح حضورﷺ کا وہی نور یقین ومعرفت سینہ بسینہ منتقل ہوتا رہا' پھر اس سے آگے مشائخ کے سلسلے چلے۔ (سوانح حضرت رائے پوری ص ۳۰۰)

حضرت لاہوریؒ

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے متعلق آپ کے صاحبزادے وجانشین اور جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے امیر مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ نے بیان فرمایا کہ انگریزوں نے حضرت کو دہلی سے گرفتار کر کے مختلف جیلوں میں رکھا اور آخر میں لاہور میں پابند ضمانت کیا۔ آپ نے ایک چھوٹی سی مسجد میں درس قرآن شروع کیا تو بعض لوگوں نے آپ کو جناب رسول اللہﷺ کا گستاخ اور بے ادب مشہور کر دیا۔ اور آپ کو شہید کر دینے کی سازش کی۔ مشہور نشانہ باز بابو رحمت اللہ مرحوم کو تیار کیا گیا کہ حضرت رات کو جب مسجد سے مکان کو اکیلے جاتے ہیں' اس وقت آپ کو شہید کر دیا جائے۔ بابو رحمت اللہ صبح کے درس میں آئے کہ اچھی طرح دیکھ لوں تا کہ رات کو مغالطہ نہ ہو۔ اتفاق سے حضرت'' سردار دو جہانﷺ کی شان بیان فرما رہے تھے' انداز ایسا انوکھا اور عاشقانہ تھا کہ وہ سن کر حضرت کے گرویدہ ہو گئے' اپنے ارادہ سے توبہ کی اور اپنے ساتھیوں کو جا کر کہا کہ تم لوگ مجھ سے ایسے شخص کو قتل کروانا چاہتے ہو جو سچا عاشق رسولؐ ہے' میں نے تو آپ حضور اقدسﷺ کی جو تعریف سنی وہ اس سے پہلے کسی سے نہیں سنی تھی'' ان لوگوں کے سروں پر شیطان سوار تھا وہ نہ مانے تو بابو صاحب نے کہا کہ جو حضرت کو شہید کرے گا وہ پہلے میرا سر اتارے گا پھر حضرت تک پہنچے گا۔

بارگاہ رسالت سے آپ کے لگاؤ اور عشق کو علامہ انور صابری نے اپنے اس شعر میں خوب ادا کیا ہے۔

تو رہا لاہور میں اور دل مدینے میں رہا
بن کے اِک موتی محمدؐ کے خزینے میں رہا

حضرت کی حیات میں فیض باغ لاہور کے عبدالقادر راج نے خواب میں دیکھا کہ آنجنابﷺ خدام الدین کے دفتر میں تشریف فرما ہیں اور حضرت لاہوری آپ کے سامنے دوزانو بیٹھے ہیں۔ وہ کہتے ہیں مَیں نے حضورﷺ کے سامنے اپنے ایک ساتھی کو پیش کیا جو مسلک کے بارے میں ان سے جھگڑا کرتا تھا اور دریافت کیا کہ امت کے موجودہ فرقوں میں سے کون سا فرقہ حق پر ہے۔ آنجنابﷺ نے حضرت لاہوری کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں حق ہے۔ (خدام الدین' ۲۳ فروری ۱۹۶۳ء)

حضرت امیر شریعتؒ:

۱۹۲۷ء میں جب لاہور ہائی کورٹ نے جناب رسول اللہﷺ کی توہین سے لبریز کتاب کے ناشر راجپال کو چھوڑ دیا تو مسلمانوں میں اضطراب اور ہیجان پیدا ہوا۔ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور آپ کے رفقاء لاہور میں اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے بیٹھے اور مسلمان عوام بھی انہی حضرات سے تحفظ ناموس رسالت کی امیدیں وابستہ کئے ہوئے جوق در جوق نشست گاہ کے سامنے اکٹھے ہو گئے' مشاورت میں غور وفکر اور بحث واستدلال نے طول پکڑا' اور سہ پہر ہو گئی' حضرت امیر شریعتؒ اٹھے اور دوسرے کمرہ میں جا کر دو رکعت نماز نفل ادا کی اور دیر تک سجدہ میں رہے۔ جب سجدہ سے اٹھے تو ان کی آنکھیں اشکبار تھیں' اور زبان پر یہ الفاظ تھے۔ **اللهم صلی علی محمد وعلیٰ ال محمد کماصیلت علی ابراهیم وعلی 'ال ابراهیم .** آپ پھر مجلس میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ ''آج ہمارا طریق کار صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ہر مصلحت سے آنکھیں بند کر کے ناموس رسولﷺ کے لئے ہر وہ اقدام کیا جائے جس کی ضرورت ہو'' سب نے آپ کے ارشاد کو تسلیم کیا اور فیصلہ ہوا کہ دہلی دروازہ کے باہر جلسہ کی فوری منادی کرادی جائے' حکومت نے فوراً جلسہ کی ممانعت کر دی اور دفعہ ۱۴۴ نافذ ہو گیا' رات کو احاطہ عبدالرحیم میں جلسہ ہوا' حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نے صدارت کی' حضرت امیر شریعت نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

اے مسلمانانِ لاہور! آج جناب رسول اللہﷺ کی آبرو تمہارے شہر کے ہر ہر دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ آج ناموس محمدی کی حفاظت کا سوال در پیش ہے اور یہ سانحہ سقوط بغداد سے بھی زیادہ غمناک ہے' زوال بغداد سے ایک سلطنت پارہ پارہ ہو گئی تھی مگر توہین رسول اللہﷺ کے سانحہ سے آسمانوں کی بادشاہت متزلزل ہو رہی ہے (شاہ جی ص ۱۱۴)

''آج آپ لوگ جناب فخر رسل رسول عربیﷺ کی عزت و ناموس کو برقرار رکھنے کے لئے جمع ہوئے

ہیں۔ جنس انسان کو عزت بخشنے والے کی عزت خطرے میں ہے' آج اس جلیل القدر ہستی کا ناموس معرض خطر میں ہے' جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے۔ آج مفتی محمد کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید کے دروازے پر ام المؤمنین عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور ام المؤمنین خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آئیں اور فرمایا کہ ہم تمہاری مائیں ہیں' کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں' ارے دیکھو تو! ام المؤمنین عائشہ ؓ دروازے پر کھڑی نہیں؟ (یہ سن کر حاضرین میں کہرام مچ گیا اور مسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے) تمہاری محبت کا تو یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج سبز گنبد میں رسول اللہ ﷺ تڑپ رہے ہیں۔ آج خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پریشان ہیں۔ بتاؤ تمہارے دلوں میں امہات المومنین کی کیا وقعت ہے۔ آج ام المؤمنین عائشہ ؓ تم سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ وہی جنہیں رسول اللہ (ﷺ) حمیرا کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ جنہوں نے سید عالم (ﷺ) کی رحلت کے وقت مسواک چبا کر دی تھی۔ اگر تم خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ناموس کی خاطر جانیں دے دو تو کچھ کم فخر کی بات نہیں ہے۔ یاد رکھو جس دن یہ موت آئے گی' پیام حیات لے کر آئے گی۔ (زمیندار۔ ۷ر جولائی ۱۹۲۷)

مشہور ادیب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ "اس روز پانی اور آگ سے یعنی سرد آہوں اور گرم آنسوؤں کے ملاپ سے ان کی تقریر ڈھل رہی تھی۔"

اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ اسی ایک رات میں ہزاروں مسلمانوں نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے گرفتاریاں پیش کیں اور پردہ نشین خواتین نے اپنے بچے حضرت امیر شریعت ؒ کے قدموں میں ڈال دیئے تھے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر قربان کر دو۔

حضرت امیر شریعت ؒ خود بھی گرفتار ہو کر جیل بھیج دیئے گئے۔ آپ کی گرفتاری سے تحریک نے طوفان کی شکل اختیار کر لی اور گورنمنٹ برطانیہ کو مجبور ہو کر داعیان مذاہب کی عزت کی حفاظت کا قانون بنانا پڑا۔

حضرت امیر شریعت ؒ کی مجاہدانہ اور عاشقانہ تقریروں سے جن مسلمانوں کے دلوں میں جناب رسالت مآب ﷺ کے عشق و محبت کی آگ بھڑکی تھی' ان میں سے تین سرفروشوں نے راجپال پر یکے بعد دیگرے حملے کیئے۔ خدا بخش اور عبدالعزیز کے وار خطا گئے اور یہ سعادت غازی علم الدین شہید کے حصہ میں آئی کہ اس کے ہاتھ سے راجپال جہنم رسید ہوا اور علم الدین نے تختہ دار پر لٹک کر گوہر مقصود کو پالیا' اس کی موت آئی اور حیات جاوداں کا پیغام لے کر آئی۔

بنا کروند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

تقسیم ملک کے بعد حضرت امیر شریعتؒ سیاسیات سے الگ ہو کر جناب رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کی حفاظت پر ہی کمر بستہ ہو گئے۔ ملک بھر کے دورے کئے اور ناموس رسولؐ کے تحفظ کے لئے مسلمانوں کو بیدار کیا۔ جس کے نتیجہ میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے بے شمار مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا اور ہزاروں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اسی زمانہ کی بات ہے کہ حضرت حافظ الحدیث' مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ مدینہ طیبہ گئے وہاں خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی' حضور ﷺ نے آپ کو حضرت امیر شریعت کے نام سلام اور اپنے کام پر لگے رہنے کا پیغام دیا تھا۔ آپ کے اس دور کے چند خطابت پارے ملاحظہ فرمایئے۔ ختم نبوت کی حفاظت میرا جزوایمان ہے جو شخص اس ردا کو چوری کرے گا' جی نہیں' چوری کا حوصلہ کرے گا' میں اس کے گریبان کی دھجیاں پھاڑ دوں گا۔ مَیں میاں (حضور ﷺ کو آپ بعض اوقات جوش محبت میں میاں کہا کرتے تھے) کے سوا کسی کا نہیں۔ نہ اپنا نہ پرایا' میں انہی کا ہوں' وہی میرے ہیں۔ جس کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کھا کے آراستہ کیا ہو۔ میں ان کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں تو لعنت ہے مجھ پر' اور لعنت ہے ان پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں' لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشا دیکھتے ہیں۔ (چٹان سالنامہ ۶۲ء)

آج مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں صدیقؓ پیدا کرو۔ آج محمد عربیؐ کی عزت و ناموس پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آج محمد عربی ﷺ کی آبرو پر کمینے اور ذلیل قسم کے انسان حملہ آور ہیں۔ یاد رکھو! محمدؐ ہے تو خدا ہے۔ محمدؐ ہے تو قرآن ہے' محمدؐ ہے تو دین ہے' محمدؐ نہیں تو کچھ بھی نہیں (خطبات امیر شریعت ص ۱۰۸)

ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کرنے والی کسی تحریر کو دیکھ نہیں سکتے' ہم یقیناً ہر اس اخبار کو جلائیں گے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے گا' ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔ حضور اقدس کا ہر دشمن ہمارا بدترین دشمن ہے۔ (خطبات امیر شریعت ص ۱۰۲)

میری گردن تو آج بھی تحفظ ناموس مصطفیٰ کی خاطر پھانسی لگنے کو تڑپتی ہے' میں تمام مسلمانوں سے مخاطب ہوں کہ تم حضور ﷺ کی آبرو کی حفاظت کرو تو میں تمہارے کتے بھی پالنے کو تیار ہوں اور اگر تم نے حضورؐ سے بغاوت کی تو پھر میں تمہارا باغی ہوں۔ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہوں۔ (خطبات امیر شریعت ص ۱۲۳)

آپ کی عشق رسالت میں ڈوبی ہوئی خطابت ہی سے متاثر ہو کر مولانا ظفر علی خان مرحوم نے کہا تھا۔

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسولؐ میں

علامہ اقبالؒ مرحوم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ ''شاہ جی اسلام کی چلتی پھرتی تلوار ہیں''

۱۹۲۱ء میں جب تحریک خلافت شباب پر تھی اور انگریزوں کے خلاف جہاد آزادی میں بھرپور حصہ لینے کی وجہ

سے حضرت امیر شریعتؒ کو تین سال کے لئے جیل بھیج دیا گیا تو علامہ اقبال مرحوم نے آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا تھا:

ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت مگر — کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام وقفس سے بہرہ مند
شہپر زاغ و زغن دربند قید وصید نیست — ایں سعادت قسمت شہباز و شاہیں کردہ اند

حضرت امیر شریعتؒ کے چند نعتیہ اشعار بھی ملاحظہ فرمالیجئے:

لولاک ذرہٴ زجہان محمدؐ است — سبحان من یراہ چہ شان محمدؐ است
سیپارہٴ کلام الٰہی خدا گواہ! — آں ہم عبارتے ززبان محمدؐ است
نازد بنام پاک محمد کلام پاک — نازم بآں کلام کہ جان محمدؐ است
توحید را کہ نقطہٴ پرکار دین ماست — دانی! کہ نکتہ زبیان محمدؐ است
سرّ قضاء وقدر ہمین است اے ندیم — پیکان امر حق زکمان محمدؐ است

آپ اپنی تقریروں میں سردارِ دو عالم ﷺ کے شاعر حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر مزے لے لے کر پڑھا کرتے تھے اور اپنے مجموعہ کلام ''سواطع الالہام'' کو ان ہی شعروں کے توسط سے ان کی روح کے نام منسوب کیا ہے۔

واحسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النسآء
خلقت مبرّا من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشآء

یارسول اللہ! میری آنکھ نے آپ سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔ آپ ہر قسم کے عیبوں سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔ گویا کہ جیسے آپ نے چاہا ایسے ہی آپ پیدا کئے گئے۔

یا رب صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

(جاری ہے)

آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں۔

editor_alhaq@yahoo.com